آیاتہا ۳۵ ﴿ سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ مَكِّيَّةٌ ۴۶ ﴾ رکوعاتہا ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

حٰمٓ ۞ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۞ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّاۤ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ ۞

''حا،میم۔اتاری گئی ہے یہ کتاب اللہ کی طرف سے جو سب پر غالب، بہت دانا ہے۔نہیں پیدا فرمایا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور مدت مقررہ تک۔اور کفار اس چیز سے جس سے انہیں ڈرایا جاتا ہے روگردانی کرنے والے ہیں''۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا سورۂ حٰمٓ ۞ (احقاف) مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے سند جید کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مجھے سورۂ حٰمٓ ۞ پڑھائی۔اور یہ سورۂ احقاف ہے۔آپ نے فرمایا: کسی سورت کی آیات جب تیس سے زیادہ ہوں تو وہ ثلاثین کہلاتی ہے۔

امام ابن ضریس، حاکم اور آپ نے اسے صحیح کہا ہے، نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضور نبی رحمت ﷺ نے مجھے سورۂ احقاف پڑھائی۔اور آپ ﷺ نے ایک دوسرے آدمی کو بھی پڑھائی۔لیکن اس کی قراءت کچھ مختلف تھی۔تو میں نے کہا: تجھے کس نے یہ سورت پڑھائی ہے؟ اس نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے۔پھر میں نے کہا: قسم بخدا! رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کے سوا (یعنی کچھ تبدیلی کے ساتھ) پڑھائی ہے۔پس ہم رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ﷺ کیا آپ نے مجھے یہ سورت اس اس طرح نہیں پڑھائی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، کیوں نہیں۔پھر دوسرے آدمی نے عرض کی: کیا آپ نے مجھے اس اس طرح نہیں پڑھائی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔پھر حضور نبی کریم ﷺ کا چہرۂ مبارک متغیر ہوگیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: تم دونوں میں سے ہر ایک کو چاہیے کہ وہ وہی پڑھے جو اس نے سنا۔کیونکہ تم سے پہلے لوگ اختلاف کے سبب ہی ہلاک ہوئے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ

الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۖ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ
اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝٤ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ
اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ
غٰفِلُوْنَ ۝٥ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ
كٰفِرِيْنَ ۝٦ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ
لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝٧ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۖ قُلْ اِنِ
افْتَرَيْتُهٗ فَلَا تَمْلِكُوْنَ لِيْ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۖ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ۖ
كَفٰى بِهٖ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝٨

"فرمایئے (اے کفار!) کبھی تم نے (غور سے) دیکھا ہے جنہیں تم اللہ کے سوا (خدا سمجھ کر) پکارتے ہو (بھلا) مجھے بھی تو دکھاؤ جو پیدا کیا ہے انہوں نے زمین سے یا ان کا آسمانوں (کی تخلیق) میں کچھ حصہ ہے۔ لاؤ میرے پاس کوئی کتاب جو اس سے پہلے اتری ہو، یا کوئی (دوسرا) علمی ثبوت اگر تم سچے ہو۔ اور کون زیادہ گمراہ ہے اس (بدبخت) سے جو پکارتا ہے اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبود کو جو قیامت تک اس کی فریاد قبول نہیں کر سکتا اور وہ ان کے پکارنے سے ہی غافل ہیں۔ اور جب جمع کیے جائیں گے لوگ (روز محشر) تو وہ معبود ان کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا صاف انکار کر دیں گے۔ اور جب پڑھی جاتی ہیں ان کے سامنے ہماری آیتیں جو روشن ہیں تو کہتے ہیں کفار حق کے بارے میں، جب ان کے پاس آیا، کہ یہ کھلا جادو ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ نبی نے اس کو خود گھڑ لیا ہے۔ فرمایئے اگر میں نے اس کو خود گھڑا ہے تو تم اس طاقت کے مالک نہیں کہ مجھے اللہ سے چھڑا لو۔ وہ خوب جانتا ہے جن باتوں میں تم مشغول ہو۔ وہ کافی ہے بطور گواہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان، اور وہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور آپ نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ سے مراد خط اور تحریر ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور خطیب نے ابوسلمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ سے مراد "ھذا الحظ" یعنی (یہ تحریر) ہے۔

امام سعید بن منصور رحمہ اللہ نے صفوان بن سلیم کی سند سے حضرت عطاء بن یسار سے یہ قول بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے خط کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا (مراد یہ ہے کہ) نبی علیہ السلام نے اس کی تعلیم دی ہو اور اس نے دی ہو جس کی موافقت علم کرے۔ صفوان نے کہا: میں نے اس کے بارے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو بتایا تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرات انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی علیہ السلام لکھتے تھے اور جو کوئی ان کی تحریر کی مثل لکھتا وہ عالم ہو جاتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ کے بارے فرمایا: اس سے مراد خط کا حسین اور خوبصورت ہونا ہے۔

امام طبرانی نے الاوسط میں اور حاکم رحمہما اللہ نے شعبی رحمہا اللہ کی سند سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد خط کی عمدگی ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ابوسلمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد خط ہے۔ اہل عرب زمین میں خط لگاتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس سے مراد خاص علمی ثبوت ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: اس سے مراد کسی امر کی دلیل ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے کہا: اس سے مراد ہے کوئی جو علم نقل کرتا ہو۔ اور ارشاد باری تعالیٰ هُوَ اَعْلَمُ بِمَا تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ کے بارے میں آپ نے کہا ہے کہ تُفِيْضُوْنَ بمعنی تقولون ہے (یعنی وہ خوب جانتا ہے جو کچھ تم کہتے ہو)

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَ مَاۤ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَ لَا بِكُمْ ؕ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰۤى اِلَيَّ وَ مَاۤ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۹

"آپ کہیے میں کوئی انوکھا رسول تو نہیں ہوں اور میں (از خود یہ) نہیں جان سکتا کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور کیا کیا جائے گا تمہارے ساتھ۔ میں تو پیروی کرتا ہوں جو وحی میری طرف کی جاتی ہے اور میں نہیں ہوں مگر صاف صاف ڈرانے والا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ کا معنی ہے آپ کے لیے میں کوئی پہلا رسول تو نہیں ہوں اور میں (از خود

یہ) نہیں جان سکتا کہ کیا کیا جائے گا میرے ساتھ اور کیا کیا جائے گا تمہارے ساتھ۔ تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (الفتح: 2) (تاکہ دور فرما دے آپ کے لیے اللہ تعالیٰ جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گئے) اور یہ ارشاد گرامی لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ (الفتح: 5) (تاکہ داخل کر دے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو باغوں میں) پس اللہ نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو وہ کچھ بتا دیا جو کچھ وہ آپ سے اور تمام مومنین سے کرے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا کا معنی ہے میں کوئی پہلا رسول نہیں ہوں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ اسی کے ضمن میں یہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے پہلے بھی رسل علیہم السلام تھے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ آپ نے وَمَاۤ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ کے تحت فرمایا ہے کہ میں نہیں جانتا کیا (مجھے) مکہ مکرمہ میں رہنے دیا جائے گا یا وہاں سے نکال دیا جائے گا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ناسخ میں عکرمہ رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ وَمَاۤ اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ کی تفسیر میں آپ نے فرمایا: اسے سورۂ فتح کی آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ پس آپ ﷺ لوگوں کی جانب تشریف لائے اور انہیں ''غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ'' کی بشارت سنائی۔ تو اہل ایمان میں سے ایک آدمی نے عرض کی: یا نبی اللہ! ﷺ آپ کو مبارک ہو۔ تحقیق اب ہم نے جان لیا ہے جو کچھ آپ کے ساتھ کیا جائے گا۔ سو بتایئے ہمارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ تب اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحزاب کی یہ آیت نازل فرمائی وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا۝ (الاحزاب) (اور آپ مژدہ سنا دیں مومنوں کو کہ ان کے لیے اللہ کی جناب سے بڑا ہی فضل ہے) اور مزید فرمایا: لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا۝ (الفتح) (تاکہ داخل کر دے اللہ تعالیٰ ایمان والوں اور ایمان والیوں کو باغوں میں، رواں ہیں جن کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور دور فرما دے ان سے ان کی برائیوں کو اور یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے) پس اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا جو کچھ ان کے ساتھ کیا جائے گا۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے عکرمہ اور حسن رحمہما اللہ سے بھی اسی طرح روایت بیان کی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ، بخاری رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن مردویہ نے حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا: جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ تو میں نے کہا: اے ابو السائب! تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔ میں تجھ پر شہادت دیتی ہوں۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت و تکریم عطا فرمائی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تجھے کس نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے عزت

و سرفرازی عطا فرمائی ہے؟ پس اسے تو اپنے رب کی جانب سے موت آئی ہے۔ اور بلاشبہ میں اس کے لیے خیر و بھلائی کا متمنی ہوں۔ لیکن قسم بخدا! میں نہیں جانتا، حالانکہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور نہ یہ جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا؟ حضرت ام العلاء نے کہا: قسم بخدا! اس کے بعد میں نے کسی کے تزکیہ کی شہادت نہیں دی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ تو ان کی بیوی یا کسی عورت نے کہا: اے ابن مظعون! تجھے جنت مبارک ہو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف غضب ناک نگاہوں سے دیکھا اور فرمایا تجھے کس نے بتایا ہے؟ قسم بخدا! میں یقیناً اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ لیکن میں وہ نہیں جانتا جو کچھ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ کرے گا؟ راوی کا بیان ہے: یہ واقعہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ۔ اس عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ﷺ وہ آپ کے ساتھی اور آپ کے شہسوار (یعنی آپ کی معیت میں جہاد میں شریک ہونے والے) تھے۔ اور آپ بہتر جانتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان کے لیے اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہوں اور ان کے خلاف ان کے گناہ کا خوف بھی رکھتا ہوں۔

امام ابن حبان اور طبرانی نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ جب حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی روح قبض کی گئی۔ تو ام العلاء نے کہا: اے ابو السائب! اپنے آپ کو خوش کر لے، بلاشبہ تو جنت میں ہے۔ تو حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا: تجھے کس نے بتا دیا ہے؟ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! ﷺ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ ہم نے خیر کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ قسم بخدا! میں نہیں جانتا جو کچھ میرے ساتھ کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: جب یہ آیت نازل ہوئی وَمَآ أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ تو رسول اللہ ﷺ کچھ زمانہ تک حالت خوف میں عمل کرتے رہے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (الفتح) تو آپ ﷺ نے خوب مجاہدہ کیا۔ آپ ﷺ سے عرض کی گئی: آپ اپنے آپ کو خوب تھکا رہے ہیں (یعنی آپ خوب مجاہدہ کر رہے ہیں) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے دور فرما دیئے جو الزام آپ پر (ہجرت سے) پہلے لگائے گئے اور جو (ہجرت کے) بعد لگائے گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں شکرگزار بندہ نہ بنوں؟

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَمَآ أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ کے بارے فرمایا۔ پھر حضور نبی مکرم ﷺ نے اس کے بعد وہ جان لیا جو آپ ﷺ سے کیا جائے گا۔ جب کہ یہ آیت نازل ہوئی: إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ (الفتح)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے وَمَآ أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ کی تفسیر میں فرمایا: کیا اس سے مراد یہ ہے کہ میں نہیں جانتا جو کچھ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ آخرت میں کیا جائے گا؟ معاذ اللہ (ایسا ہرگز نہیں) یقیناً آپ اس وقت سے یہ جانتے تھے کہ آپ جنت میں ہوں گے جب رسل علیہم السلام سے آپ ﷺ کے

بارے میثاق لیا گیا۔ بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں نہیں جانتا کہ آیا میری امت جھٹلانے والی ہوگی یا تصدیق کرنے والی، یا میری امت پر آسمان سے پتھر برسائے جائیں گے یا اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف یہ وحی کی گئی وَ اِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ (الاسراء:60) (اور یاد کرو جب ہم نے کہا تھا آپ کو بے شک آپ کے پروردگار نے گھیرے میں لے لیا ہے لوگوں کو) اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے میں نے عرب کو آپ کے لیے گھیرے میں لیا ہوا ہے کہ وہ آپ کو قتل نہ کریں۔ پس اس سے آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ آپ کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِیْدًا ﴿۲۸﴾ (الفتح) (وہ (اللہ) ہی ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسول کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کرتا کہ غالب کر دے اسے تمام دینوں پر اور (رسول کی صداقت پر) اللہ کی گواہی کافی ہے) اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ میں بذات خود تمہارے لیے شہادت دیتا ہوں کہ عنقریب تمہارا دین تمام ادیان پر غالب آجائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کی امت کے بارے میں یہ فرمایا وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِیْهِمْ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾ (الانفال) (اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ عذاب دے انہیں حالانکہ آپ تشریف فرما ہیں ان میں، اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ عذاب دینے والا انہیں حالانکہ وہ مغفرت طلب کر رہے ہوں) پس اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے خبر دے دی جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کی جائے گا اور جو آپ کی امت کے ساتھ کیا جائے گا۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ كَفَرْتُمْ بِهٖ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَ اسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۰﴾

"فرمائیے کیا تم نے کبھی اس پر غور کیا کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور تم اس کا انکار کر دو (تو اس کا انجام کیا ہوگا؟) حالانکہ گواہی دے چکا ہے ایک گواہ بنی اسرائیل سے اس کی مثل پر اور وہ ایمان بھی لے آیا اور تم نے تکبر کیا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ہدایت دیتا ظالم لوگوں کو"۔

امام ابویعلی، ابن جریر، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم چلے اور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ یہاں تک کہ ہم یہودیوں کی عبادت گاہ میں ان کی عید کے دن داخل ہو گئے۔ تو انہوں نے ہمارے وہاں آنے کو ناپسند کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: مجھے اپنے میں سے بارہ آدمی دکھاؤ، جو یہ شہادت دیں گے "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اللہ تعالیٰ آسمان کی چھت کے نیچے رہنے والے ہر یہودی سے اس غیظ و غضب کو پھیر دے گا جو اللہ تعالیٰ کو اس پر ہے۔ وہ خاموش ہو گئے اور ان میں سے کسی نے بھی آپ کو کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ انہیں فرمایا۔ لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار فرمایا۔ لیکن ان میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے انکار کیا ہے۔ قسم بخدا! میں حاشر ہوں (مردوں کو اٹھانے والا) میں عاقب ہوں (پیچھے آنے والا) اور میں

مقفی ہوں (پیچھے آنے والا) تم ایمان لاؤ یا جھٹلاؤ۔ پھر آپ ﷺ واپس چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ یہاں تک کہ ہم وہاں سے نکلنے کے قریب پہنچ گئے تو اچانک پیچھے سے ایک آدمی آملا۔ اور اس نے کہا: اے محمد! (ﷺ) جہاں ہو ٹھہر جاؤ۔ پھر وہ اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے گروہ یہود! تم مجھے اپنی قوم میں کس حیثیت سے جانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا: قسم بخدا! ہم اپنے درمیان تجھ سے بڑھ کر اور تیرے باپ، دادا سے بڑھ کر کتاب اللہ کا عالم اور فقیہ کسی آدمی کو نہیں جانتے۔ یہ سن کر اس آدمی نے کہا: بلاشبہ میں یہ شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے وہی نبی ہیں جن کا ذکر تم تورات وانجیل میں پاتے ہو۔ لوگوں نے کہا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ پھر انہوں نے اس کی بات کا رد کیا اور اسے سخت غلط اور ناپسندیدہ باتیں کہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا ہے۔ تمہارا قول ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ پھر ہم وہاں سے نکلے تو ہم تین آدمی تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ، میں اور حضرت ابن سلام رضی اللہ عنہ پھر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے سطح زمین پر چلنے والے کسی آدمی کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے نہیں سنا ہے کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔ سوائے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے۔ انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِۦ۔

امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کتاب اللہ کی کئی آیات میرے بارے میں نازل ہوئیں۔ چنانچہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِۦ اور یہ آیت بھی میرے بارے میں نازل ہوئی: قُلْ كَفَىٰ بِٱللَّهِ شَهِيدًۢا بَيْنِى وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُۥ عِلْمُ ٱلْكِتَٰبِ ﴿۴۳﴾ (الرعد)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۢ بَنِىٓ إِسْرَآءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِۦ حضرت عبداللہ بن سلام کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید اور ابن جریر نے رحمہم اللہ حضرت مجاہد اور حضرت ضحاک سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت زید بن اسلم اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مذکورہ آیت میں شَاهِدٌ سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت حسن بن مسلم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ یہ آیت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدینہ میں تھے۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حٰمٓ ﴿۱﴾ نازل ہوئی اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں مسلمان تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ یہ

آیت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی: وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنۡۢ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ عَلٰی مِثۡلِهٖ فرمایا یہ سورت مکی ہے اور یہ آیت مدنی ہے۔ فرمایا: آیت نازل ہوتی تھی اور حضور نبی کریم ﷺ کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ وہ فلاں سورت میں فلاں فلاں آیتوں کے درمیان اس آیت کو رکھ دیں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ آیت بھی ایسی آیات میں سے ہی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے نہیں ہے۔ یہ آیت مکی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے جو ایمان لایا پس وہ حضور نبی رحمت ﷺ کے ساتھ ایمان لانے والے کی طرح ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قرآن کریم میں سے کوئی شے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل نہیں ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت مسروق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا قسم بخدا! حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی آیت نازل نہیں ہوئی۔ یہ آیت بالیقین مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور حضرت عبداللہ بن سلام مدینہ طیبہ میں تھے۔ بے شک یہ تو ایک خصومت ہے، جس کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب التحیہ الثناء نے جھگڑا کیا۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے: جب حضرت عبداللہ بن سلام نے اسلام لانے کا ارادہ کیا، تو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی: میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ بلاشبہ یہود اپنے پاس تورات میں آپ کی ان تمام صفات کو پاتے ہیں۔ پھر انہوں نے آپ ﷺ سے یہ عرض کی: آپ یہودیوں کی ایک جماعت کو اپنے پاس بلا بھیجیں۔ اور ان سے میرے اور میرے والد کے بارے میں سوال کریں۔ بلاشبہ وہ آپ کو کچھ بتائیں گے۔ پھر میں ان پر ظاہر ہوں گا۔ اور یہ شہادت دوں گا کہ بلاشبہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ شاید وہ اسلام لے آئیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی ایک جماعت کو بلا بھیجا۔ اور اس سے قبل حضرت عبداللہ بن سلام کو اپنے گھر میں چھپا دیا۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے سوال کیا۔ تم میں عبداللہ بن سلام کی حیثیت کیا ہے اور اس کے والد کی حیثیت کیا تھی؟ تو ان سب نے جواب دیا۔ "سیدنا و ابن سیدنا، وعالمنا و ابن عالمنا" وہ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ وہ ہمارے عالم ہیں اور ہمارے عالم کے بیٹے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ اسلام لے آئے تو کیا تم اسلام قبول کر لو گے؟ انہوں نے جواب دیا: بلاشبہ وہ اسلام قبول نہیں کرے گا۔ پس اتنے میں عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ان کے سامنے ظاہر ہوئے اور کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ بلاشبہ یہ لوگ آپ کے بارے میں اتنا جانتے ہیں جو میں جانتا ہوں۔ چنانچہ وہ آپ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے جندب رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ آئے اور

چوکھٹ کے دونوں بازو پکڑ لیے۔ پھر کہا: اے میری قوم! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر کہتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو میں وہ ہوں، جس کے بارے میں یہ آیت نازل کی گئی: وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ، الآیہ؟'' تو ان تمام نے جواباً کہا قسم بخدا! ہاں (اسی طرح ہے)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت بیان کی ہے کہ میمون بن یامین حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ مدینہ طیبہ میں یہود کا سردار تھا اور اسلام قبول کر لیا اور عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کو بلا بھیجئے اور اپنے اور ان کے درمیان ان میں سے کسی آدمی کو حکم (ثالث) بنا لیجئے۔ بلاشبہ وہ مجھے ہی ثالث چنیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے پیغام بھیجا اور میمون بن یامین کو اندر بھیج دیا۔ پس وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور طویل وقت تک وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرتے رہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تم اپنے میں سے کسی آدمی کو منتخب کر لو جو میرے اور تمہارے درمیان حکم ہوگا انہوں نے کہا: ہم میمون بن یامین کو مقرر کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمون کو ان کے سامنے باہر نکالا۔ تو میمون نے انہیں کہا: ''اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ'' میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ حق پر ہیں۔ لیکن انہوں نے تصدیق کرنے سے انکار کر دیا۔ تو اس کے بارے اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ کے بارے حضرت مسروق سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہیں اور تورات قرآن کریم کی مثل ہے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایمان لائے اور اے اہل مکہ! تم نے کفر کیا۔

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَیْرًا مَّا سَبَقُوْنَاۤ اِلَیْهِ ؕ وَ اِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَاۤ اِفْكٌ قَدِیْمٌ ⑪ وَ مِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰۤى اِمَامًا وَّ رَحْمَةً ؕ وَ هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِیًّا لِّیُنْذِرَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۖۗ وَ بُشْرٰى لِلْمُحْسِنِیْنَ ⑫ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ⑬ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ⑭

''اور کفار اہل ایمان کے بارے میں کہتے ہیں کہ اگر یہ (اسلام) کوئی بہتر چیز ہوتی تو یہ ہم سے سبقت نہ لے جاتے اس کی طرف، اور کیونکہ انہیں ہدایت نصیب نہیں ہوئی قرآن سے تو یہ اب ضرور کہیں گے کہ (اجی) یہ تو وہی پرانا جھوٹ ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے کتاب موسیٰ راہنما اور رحمت بن کر آچکی ہے۔ اور یہ کتاب

2B

(قرآن) تو اس کی تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں ہے تاکہ بروقت خبردار کردے ظالموں کو۔ اور خوشخبری ہے نیکوکاروں کے لیے۔ بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا پروردگار اللہ ہے۔ پھر وہ اس پر ثابت قدم رہے پس کوئی خوف نہیں انہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ یہی لوگ جنتی ہیں، ہمیشہ رہیں گے اس میں، یہ جزا ہے ان نیکیوں کی جو وہ کیا کرتے تھے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا: مشرکین میں سے کچھ لوگوں نے کہا: ہم زیادہ عزت والے ہیں اور ہم بہتر اور افضل ہیں۔ پس اگر اس دین میں خیر اور بھلائی ہوتی تو فلاں فلاں آدمی اس دین کو قبول کرنے میں ہم سے سبقت نہ لے جاتے۔ پس مذکورہ آیت نازل ہوئی: وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیہ" ابن منذر نے عون بن ابی شداد سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ایک کنیز تھی۔ جو آپ سے پہلے مشرف باسلام ہوئی۔ اس کا نام زنیرہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے اسلام قبول کرنے کے سبب مارا کرتے تھے۔ تو کفار قریش کہا کرتے تھے اگر یہ دین بہتر ہوتا تو زنیرہ اس کی طرف ہم سے سبقت نہ لے جاتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْ كَانَ خَيْرًا۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بنو غفار اور بنو اسلم کے بہت سے لوگ فتنہ میں تھے۔ وہ کہا کرتے تھے: اگر اس دین میں بھلائی اور خیر ہوتی تو اللہ تعالیٰ انہیں اس کی طرف پہل کرنے کی توفیق نہ دیتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ انہیں سب سے پہلے اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرماتا۔

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسٰنًا ؕ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّ وَضَعَتْهُ كُرْهًا ؕ وَ حَمْلُهٗ وَ فِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِيْۤ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْۤ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَ عَلٰى وَالِدَيَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ۚؕ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَ اِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۵﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ نَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ فِيْۤ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ؕ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوْعَدُوْنَ ﴿۱۶﴾

"اور ہم نے حکم دیا ہے انسان کو کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے (اپنے شکم میں) اٹھائے رکھا اس کو اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اور جنا اس کو بڑی تکلیف سے۔ اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے تک

تیس مہینے لگے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا ہو گیا تو اس نے عرض کی اے میرے رب! مجھے والہانہ توفیق عطا فرما کہ میں شکر ادا کرتا رہوں تیری اس نعمت کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر فرمائی اور میں ایسے نیک کام کروں جن کو تو پسند فرمائے اور صلاح (ورشد) کو میرے لیے میری اولاد میں راسخ فرما دے۔ بے شک میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں اور میں تیرے حکم کے سامنے سر جھکانے والوں میں سے ہوں۔ یہی وہ (خوش نصیب) ہیں قبول کرتے ہیں ہم جن کے بہترین اعمال کو اور درگزر کرتے ہیں ہم جن کی برائیوں سے، یہ جنتیوں میں سے ہوں گے۔ یہ (اللہ کا) سچا وعدہ ہے جو (اہل ایمان سے) کیا گیا ہے"۔

امام ابن عساکر نے کلبی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابو صالح سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: مذکورہ دونوں آیتیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا کہ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا کا معنی ہے کہ اس کی ماں نے اپنے اوپر مشقتیں برداشت کر کے اسے اٹھائے رکھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَحَمْلُهُ وَفَصْلُهُ بغیر الف کے پڑھا ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے بعجہ بن عبد اللہ جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے ایک آدمی نے قبیلہ جہینہ کی ایک عورت سے شادی کی۔ جب چھ ماہ مکمل ہوئے تو اس عورت نے ایک بچے کو جنم دیا۔ تو اس کا خاوند حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا۔ تو آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم دے دیا۔ پس جونہی یہ خبر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو آپ تشریف لائے اور کہا: آپ کیا کر رہے ہیں؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس نے چھ ماہ مکمل ہونے کے بعد بچہ جنا ہے کیا وہ اس کا ہو سکتا ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نے نہیں سنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَحَمْلُهُ وَفِصْلُهُ ثَلٰثُونَ شَهْرًا (اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے تک تیس مہینے لگ گئے) اور مزید فرمایا: حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ (البقرہ: 233) (مائیں اپنے بچوں کو کامل دو سال دودھ پلائیں) تو آپ چھ ماہ کے سوا کتنے باقی پاتے ہیں؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! میں اسے نہیں سمجھا۔ مجھ پر لازم ہے کہ میں اس عورت کی خبر لوں۔ چنانچہ انہوں نے اسے اس حال میں پایا کہ اس کا کام تمام کر دیا گیا تھا (یعنی اسے رجم کیا جا چکا تھا) اور اس نے اپنی بہن کے لیے یہ قول کہا تھا: اے بہن! تو میرے بارے میں غمزدہ نہ ہونا قسم بخدا! اس آدمی کے سوا کسی نے میری شرم گاہ کو ننگا نہیں کیا۔ راوی کا بیان ہے: پھر وہ بچہ جوان ہوا اور اس آدمی نے اس کا اعتراف کر لیا اور اس کی سب سے زیادہ مشابہت اسی کے ساتھ تھی۔ راوی نے کہا: اس کے بعد میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ وہ مسلسل اپنے بستر پر پڑا رہتا تھا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کی سند سے ابو حرب بن ابو الاسود دؤلی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی۔ اس نے چھ ماہ کا بچہ جنا تھا۔ تو آپ نے اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے بارے میں استفسار فرمایا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے لیے رجم

نہیں ہے۔ کیا آپ جانتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔ اور مزید فرمایا وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ (لقمان: 14) تو باقی حمل کی مدت چھ ماہ رہی۔ نتیجۃً حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو چھوڑ دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر ہم تک خبر پہنچی کہ اس نے دوسرا بچہ بھی چھ ماہ کے بعد ہی جنا۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے نافع بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی ہے کہ میں اس عورت کے ساتھ تھا جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا کہ اس نے چھ ماہ کے بعد بچہ جنا ہے۔ اور لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ظلم نہ کیجئے۔ انہوں نے فرمایا: وہ کیسے؟ میں نے کہا: پڑھیے وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ (البقرہ: 233) ایک حول کتنا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ایک سال کا۔ میں نے پوچھا: سال کتنے مہینوں کا ہوتا ہے؟ انہوں نے فرمایا: بارہ مہینوں کا۔ میں نے کہا: پس چوبیس مہینے کامل دو سال ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جتنا چاہے حمل کو مقدم و مؤخر کرسکتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میرا یہ قول سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اطمینان ہو گیا۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے ابو عبیدہ مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لائی گئی جس نے چھ ماہ کے بعد بچے کو جنم دیا تھا۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میرے پاس ایک عورت لائی گئی ہے۔ میں اس کے بارے یہ گمان کرتا ہوں کہ اس نے برائی کا ارتکاب کیا ہے۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جب مدت رضاعت مکمل ہو تو پھر حمل کی مدت چھ ماہ ہی ہے؟ اور آپ نے یہ آیت پڑھی۔ وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ فرماتے ہیں: جب کوئی عورت نو ماہ کے بعد بچہ جنے تو اس کے لیے اکیس مہینے دودھ پلانے کے لیے کافی ہیں اور جب کوئی عورت سات ماہ کے بعد بچہ جنے تو اس کے لیے تیئس ماہ دودھ پلانا کافی ہے۔ اور جب کسی نے چھ ماہ کے بعد بچہ جنا، تو اس کے لیے مدت رضاعت کامل دو سال ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔

امام ابن ابی حاتم نے قاسم بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت مسروق سے کہا: آدمی اپنے گناہوں کے سبب کب پکڑا جاتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب تو چالیس برس کی عمر کو پہنچ جائے گا۔ پس خوب احتیاط کر۔

امام ابن جوزی نے کتاب الحدائق میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا: حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے دو حفاظت کرنے والوں کو حکم دیا ہے اور دونوں کو کہا ہے کہ وہ میرے بندے کی جوانی کی ابتدا میں اس کے ساتھ رہیں اور جب وہ چالیس برس کی عمر تک پہنچ جائے تو اس کی حفاظت کریں اور ایسا کرنا دونوں پر لازم ہے۔

امام ابوالفتح ازدی نے جویبر عن ضحاک کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ وہ آدمی

جو چالیس برس کی عمر کو پہنچ گیا اور اس کی نیکی اس کی برائی پر غالب نہ آئی۔ تو اسے چاہیے کہ وہ آگ کے لیے تیار ہو جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے مالک بن مغول سے روایت بیان کی ہے کہ ابو معشر کے بیٹے نے حضرت طلحہ بن مصرف سے کسی تکلیف کا اظہار کیا۔ تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا: اس پر اس آیت سے مدد طلب کرو: رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الآیہ۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی: حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْۤ الآیہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی تو ان کے والدین، بھائی اور ساری کی ساری اولاد سعادت اسلام سے بہرہ ور ہوگئی۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ آیت بھی نازل ہوئی: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ۝ (اللیل) الی آخر السورۃ۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ وَ اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ کے ضمن میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا معنی ہے" (اے اللہ!) انہیں میرے لیے صالحین بنادے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے، انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ سے اور آپ نے حضرت روح الامین علیہ السلام سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: " بندے کی نیکیاں اور اس کے گناہ لائے جائیں گے اور ان میں سے بعض کا بعض سے قصاص لیا جائے گا۔ پس اگر اس کے لیے کوئی نیکی باقی بچی، تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اسے جنت تک وسیع فرما دے گا" راوی کا بیان ہے: کہ یزدان مجھ پر داخل ہوا اور اس نے بھی اسی کی مثل حدیث بیان کی۔ میں نے کہا: تو اگر نیکیاں ختم ہوگئیں۔ انہوں نے کہا: اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا الآیہ۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں فرمایا: میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں اسے یاد رکھنا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے رات میں حق ہے، وہ اسے دن سے قبول نہیں کرتا۔ اور دن میں اس کے لیے حق ہے، وہ اسے رات سے قبول نہیں کرتا۔ بلاشبہ کسی کے نوافل قبول نہیں ہوتے، یہاں تک کہ وہ فرض ادا کرے۔ بے شک دنیا میں حق کی اتباع کرنے کے سبب جن کے میزان بھاری ہوں گے۔ ان کے میزان قیامت کے دن بھاری ہوں گے۔ ان پر ان اوزان کا بھاری ہونا اور میزان کا حق ہونا یہ ہے کہ اس میں سوائے حق کے کچھ نہیں رکھا جائے گا کہ وہ بھاری ہو جائے۔ اور دنیا میں باطل کی اتباع کرنے کے سبب جن کے میزان ہلکے ہوں گے، قیامت کے دن انہیں کے اوزان خفیف ہوں گے، میزان کا ان پر ہلکا ہونا اور میزان کا حق ہونا یہ ہے کہ اس میں سوائے باطل کے کچھ نہیں رکھا جائیگا تا کہ وہ ہلکا ہو جائے۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا ذکر ان کے احسن اعمال کے ساتھ کیا ہے۔ اور فرماتا ہے: ان کے اعمال کے قریب تیرا عمل کہاں پہنچتا ہے۔ اور اہل جہنم کا ذکر ان کے اعمال کی برائی کے سبب کیا ہے۔ یہاں تک کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے، میرا عمل ان کے عمل سے بہتر ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے احسن اعمال کو لوٹا دیا ہے۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ آیۃ الشدۃ کو آیۃ الرخاء کے ساتھ نازل کیا ہے۔ اور آیۃ الرخاء کو آیۃ الشدۃ کے ساتھ، تا کہ مومن رغبت رکھنے والا ہو جائے تا کہ وہ اپنے ہی ہاتھ سے ہلاکت میں نہ گر

جائے۔ اور نہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی امید رکھے جو امید اللہ تعالیٰ سے رکھنا خلاف حق ہو۔

وَ الَّذِیۡ قَالَ لِوَالِدَیۡهِ اُفٍّ لَّکُمَاۤ اَتَعِدٰنِنِیۡۤ اَنۡ اُخۡرَجَ وَ قَدۡ خَلَتِ الۡقُرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلِیۡ ۚ وَ هُمَا یَسۡتَغِیۡثٰنِ اللّٰهَ وَیۡلَکَ اٰمِنۡ ٭ۖ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚۖ فَیَقُوۡلُ مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیۡرُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۷﴾ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ حَقَّ عَلَیۡهِمُ الۡقَوۡلُ فِیۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ ؕ اِنَّهُمۡ کَانُوۡا خٰسِرِیۡنَ ﴿۱۸﴾ وَ لِکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوۡا ۚ وَ لِیُوَفِّیَهُمۡ اَعۡمَالَهُمۡ وَ هُمۡ لَا یُظۡلَمُوۡنَ ﴿۱۹﴾

"اور جس نے کہا اپنے والدین کو افسوس ہے تمہارے حال پر کیا تم مجھے دھمکی دیتے ہو اس کی کہ میں (قبر سے) نکالا جاؤں گا حالانکہ گزر چکی ہیں کئی صدیاں مجھ سے پہلے (ان میں سے تو کوئی اب تک زندہ نہ ہوا) اور اس کے والدین بارگاہ الٰہی میں فریاد کرتے ہیں (اور اسے کہتے ہیں) تیرا خانہ خراب ہو ایمان لے آ، یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے، تو وہ (جواباً) کہتا ہے نہیں ہیں یہ دھمکیاں مگر پہلے لوگوں کی فرسودہ کہانیاں۔ یہی وہ (بدبخت) ہیں جن پر ثابت ہو چکا ہے عذاب کا فرمان ان گروہوں میں جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں جنوں اور انسانوں میں سے۔ بے شک وہ سراسر گھاٹے میں تھے۔ اور ہر ایک کے لیے مرتبے ہوں گے ان کے اعمال کے مطابق۔ اور اللہ تعالیٰ پورا پورا دے گا انہیں ان کے اعمال کا بدلہ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا"۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف بن مالک سے روایت بیان کی کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے مروان کو حجاز پر عامل مقرر کیا۔ اس نے خطبہ دیا اور یزید بن معاویہ کا ذکر کرنے لگا تا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد یزید کی بیعت کی جائے۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے کچھ کہا۔ اس پر مروان نے کہا: اسے پکڑ لو۔ تو وہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہو گئے اور وہ آپ کو گرفتار نہ کر سکے۔ تو مروان نے کہا: یہ آیت اسی کے بارے میں نازل ہوئی: وَالَّذِیۡ قَالَ لِوَالِدَیۡهِ اُفٍّ لَّکُمَا تو حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے بارے میں قرآن کریم میں کوئی شے نازل نہیں فرمائی مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا عذر نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، نسائی، ابن منذر، حاکم آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے محمد بن زیاد سے یہ قول بیان کیا ہے: جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کے لیے بیعت لی۔ تو مروان نے کہا: یہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی سنت ہے۔ تو عبدالرحمٰن نے کہا: یہ ہرقل اور قیصر کی سنت ہے۔ تو مروان نے کہا: یہی ہے وہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَالَّذِیۡ قَالَ لِوَالِدَیۡهِ اُفٍّ لَّکُمَا الآیہ۔ پس جب یہ خبر ام المومنین عائشہ

صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی۔ تو آپ نے فرمایا: مروان نے جھوٹ بولا ہے۔ مروان نے جھوٹ کہا ہے۔ قسم بخدا! وہ اس طرح نہیں۔ اگر میں اس کا نام لینا چاہوں جس کے بارے میں یہ آیت نازل کی گئی تو میں اس کا نام لے سکتی ہوں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان کے باپ پر لعنت کی ہے اور یہ اس کی صلب میں تھا۔ پس مروان اللہ تعالیٰ کی لعنت سے کشادہ ہو گیا۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں مسجد میں ہی تھا جب کہ مروان نے خطبہ دیا۔ تو اس نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کے دل میں یزید کے بارے میں انتہائی اچھی رائے پیدا فرمادی ہے اور انہوں نے اسی طرح اپنا خلیفہ منتخب کیا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے خلیفے مقرر کیے۔ پس حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا یہ ہرقل کی سنت ہے؟ بلا شبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہ اپنی اولاد میں سے کسی کو اپنا خلیفہ اور نائب مقرر کیا ہے۔ اور نہ اپنے اہل بیت میں سے کسی کو۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے صرف اپنی اولاد کی عزت و تکریم اور ان پر راحت و رحمت کی خاطر ہی خلیفہ بنایا ہے۔ یہ سن کر مروان نے کہا: کیا تو وہی نہیں ہے جس نے اپنے والدین کے لیے کہا: اُفٍّ لَّكُمَآ؟ (تمہارے حال پر افسوس ہے؟) تو حضرت عبدالرحمٰن نے کہا: کیا تو اسی ملعون کا بیٹا نہیں کہ تیرے باپ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی؟ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی، تو فرمایا: اے مروان! کیا تو نے عبدالرحمٰن کو اس اس طرح باتیں کہی ہیں؟ تو نے جھوٹ بولا ہے۔ قسم بخدا! جو کچھ اس میں نازل ہوا ہے وہ فلاں بن فلاں کے بارے میں نازل ہوا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت ابن ابی بکر کے بارے میں نازل ہوئی۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آیت حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے اپنے والدین کو کہا حالانکہ وہ دونوں اسلام قبول کر چکے تھے اور وہ خود اسلام لانے کا انکار کرتے تھے اور وہ دونوں اسے اسلام لانے کا حکم دیتے تھے اور وہ ان دونوں کو رد کرتا تھا اور ان کی تکذیب کرتا تھا اور کہتا: فلاں کہاں ہے؟ فلاں کہاں ہے؟ اور اس سے مراد قریش کے وہ مشائخ تھے جو مر چکے تھے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کو خوب اچھا کیا۔ پس ان کی توبہ (کی قبولیت) اس آیت میں نازل ہوئی: وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا۔

امام عبدالرزاق اور ابن مردویہ نے میناء کی سند سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سنا کہ آپ اس بات کا انکار کرتی تھیں کہ یہ آیت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ فرماتی تھیں: یہ آیت فلاں بن فلاں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور آپ ایک آدمی کا نام بھی لیتی تھیں۔ (3)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 528 (8483)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 25، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 201 (2860)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: اَتَعِدٰنِنِیۡۤ اَنۡ اُخۡرَجَ سے مراد بعث بعد الموت ہے۔(1)

وَ یَوۡمَ یُعۡرَضُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَلَی النَّارِ ؕ اَذۡهَبۡتُمۡ طَیِّبٰتِکُمۡ فِیۡ حَیَاتِکُمُ الدُّنۡیَا وَ اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا ۚ فَالۡیَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ عَذَابَ الۡهُوۡنِ بِمَا کُنۡتُمۡ تَسۡتَکۡبِرُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَفۡسُقُوۡنَ ﴿۲۰﴾

''اور جس روز لا کر کھڑا کر دیا جائے گا کفار کو آگ کے سامنے (تو انہیں کہا جائے گا) تم نے ختم کر دیا تھا اپنی نعمتوں کا حصہ اپنی دنیوی زندگی میں اور خوب لطف اٹھالیا تھا تم نے ان سے۔ آج تمہیں رسوائی کا عذاب دیا جائے گا بوجہ اس گھمنڈ کے جو تم زمین میں ناحق کیا کرتے تھے اور بوجہ تمہاری نافرمانیوں کے''۔

امام ابن مردویہ نے حفص ابن ابی العاص رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ صبح کا کھانا کھا رہے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ وَ یَوۡمَ یُعۡرَضُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا عَلَی النَّارِ ؕ اَذۡهَبۡتُمۡ طَیِّبٰتِکُمۡ الآیہ۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کچھ درہم دیکھے، تو فرمایا: یہ درہم کیسے ہیں؟ تو انہوں نے جواباً کہا: میں اپنے گھر والوں کے لیے گوشت خریدنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انہوں نے اس کی شدید خواہش کی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا جو شے بھی تم چاہتے ہو خرید لیتے ہو۔ تم اس آیت سے کہاں جا رہے ہو: اَذۡهَبۡتُمۡ طَیِّبٰتِکُمۡ فِیۡ حَیَاتِکُمُ الدُّنۡیَا وَ اسۡتَمۡتَعۡتُمۡ بِهَا۔(2)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے الزہد میں حضرت اعمش رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے۔ وہ کچھ گوشت اٹھائے ہوئے تھے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے جابر! یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: یہ گوشت ہے، میں نے اسے پسند کیا، تو اسے خرید لیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب بھی تو کوئی شے چاہتا ہے تو اسے خرید لیتا ہے؟ کیا تو اس سے ڈرتا نہیں کہ اس آیت کے اہل میں سے ہو جائے گا: اَذۡهَبۡتُمۡ طَیِّبٰتِکُمۡ فِیۡ حَیَاتِکُمُ الدُّنۡیَا۔(3)

امام ابونعیم نے الحلیہ رحمہ اللہ میں سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 25، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 494 (3698)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 153، دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمایا کرتے تھے: قسم بخدا! وہ زندگی کی لذتوں کا ارادہ نہیں کریں گے کہ ہم بکری کے چھوٹے سے مگر موٹے تازے بچے کے بارے حکم دیں کہ اسے ہمارے لیے بھونا جائے۔ اور ہم گندم کے آٹے کے بارے حکم دیں کہ ہمارے لیے اس کی روٹیاں پکائی جائیں۔ اور ہم کشمش کے بارے حکم دیں کہ ہمارے لیے بڑے برتن میں نبیذ بنائی جائے۔ حتی کہ جب نر چکور کی آنکھوں کی مثل ہو جائے تو پھر ہم اسے کھالیں اور ہم اسے پی لیں۔ بلکہ ہم تو یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ ہم اپنی نیکیوں اور نعمتوں کو باقی رکھیں۔ کیونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ۔ (1)

امام ابونعیم نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس عراق کے کچھ لوگ آئے۔ تو آپ نے انہیں دیکھا کہ وہ کبوتر کھاتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اے اہل عراق! اگر میں چاہوں کہ میرے لیے اسی طرح عمدہ کھانا تیار کیا جائے جیسا تمہارے لیے کیا جاتا ہے تو میں یقیناً ایسا کر سکتا ہوں۔ لیکن ہم جو کچھ اپنے رب سے پاتے ہیں اسے اپنی آخرت کے لیے باقی رکھتے ہیں۔ کیا تم نے سنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کے بارے میں فرماتا ہے: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا الآیہ۔ (2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: جان لو! لوگ دنیا میں اپنی نیکیوں کو نگل جاتے ہیں۔ آدمی اپنی نیکیوں کو باقی رکھے، اگر وہ طاقت رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قوت نہیں ہے۔ فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اگر میں چاہوں تو میں تم سے اچھا اور عمدہ کھانا کھا سکتا ہوں اور تمہارے لباس سے زیادہ باریک اور ملائم لباس پہن سکتا ہوں۔ لیکن میں اپنی نیکیوں کو بچاتا ہوں۔ اور ہمیں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام تشریف لے گئے تو آپ کے لیے ایسا کھانا تیار کیا گیا، جس کی مثل کھانا اس سے قبل آپ نے نہیں دیکھا تھا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ ہمارے لیے ہے تو ان مسلمان فقراء کے لیے کیا ہے جو موت کی آغوش میں چلے گئے اور انہوں نے جو کی روٹی بھی خوب سیر ہو کر نہ کھائی۔ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ان کے لیے جنت ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں آنسوؤں سے چھلک پڑیں اور فرمایا: اگر ہمارے لیے یہ حقیر سی چیزیں ہیں اور ان کے لیے جنت ہے تو پھر وہ ہم سے بہت دور نکل گئے ہیں۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ابومجلز رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے لوگ ان اعمال کی نیکیاں تلاش کریں گے جو انہوں نے کیے۔ تو انہیں کہا جائے گا اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا الآیہ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو شہد ملا پانی پیش کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: قسم بخدا! میں اس کی فضیلت کو برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ فلاں کو پلا دو۔

امام عبد بن حمید نے وہب بن کیسان سے اور انہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 49، مطبعۃ السعادۃ مصر　2۔ ایضاً
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

انہوں نے فرمایا: حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا۔ میں کچھ گوشت ہاتھ میں لٹکائے ہوئے تھا۔ تو آپ نے پوچھا: اے جابر! یہ کیا ہے؟ میں نے کہا: یہ گوشت ہے، میں نے اپنی عورتوں کے لیے اسے درہم کے بدلے خریدا ہے، انہوں نے اس کی خواہش کی تھی۔ تو آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی بھی جب کسی شے کی خواہش کرتا ہے تو وہ اسے پورا کر لیتا ہے۔ کیا تم میں سے کوئی بھی یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ اپنے پڑوسی اور اپنے چچازاد بھائی کے لیے بھوک برداشت کر لے؟ یہ آیت کہاں چلی گئی ہے: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا فرمایا اس سے کسی نے رہائی نہیں پائی حتیٰ کہ قریب ہے کہ میں بھی اس سے رہائی نہ پاؤں۔

امام ابن سعد اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حمید بن ہلال رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اکثر اوقات حفص شام کے کھانے پر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ اکٹھے ہوتے۔ لیکن جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کھانا پیش کیا جاتا تو حفص کھانا نہ کھاتے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے ہمارے ساتھ کھانا نہیں کھاتے۔ تو انہوں نے عرض کی: اے امیر المومنین! میرے گھر والے میرے لیے جو کھانا تیار کرتے ہیں وہ آپ کے کھانے کی نسبت زیادہ نرم ہے۔ اور میں ان کے کھانے کو آپ کے کھانے کی نسبت زیادہ پسند کرتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیری ماں تجھے روئے! کیا تم جانتے نہیں اگر میں چاہوں تو میں ایک موٹا تازہ بکری کا چھوٹی عمر کا بچہ ذبح کرنے کا حکم دوں۔ اس کے بال اتار لیے جائیں اور اسے بھونا جائے۔ پھر میں آٹے کے بارے حکم دوں کہ اسے باریک کپڑے میں چھانا جائے اور پھر اس سے نرم نرم روٹی پکائی جائے۔ میں ایک صاع کشمش کے بارے حکم دوں جسے پانی کے ایک بڑے برتن میں ڈال دیا جائے۔ یہاں تک کہ اس کا رنگ ہرن کی آنکھ کی طرح سرخ ہو جائے۔ حفص نے عرض کی: میں جانتا ہوں آپ عمدہ کھانوں کو پہچانتے ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تیری ماں تجھ پر روئے۔ مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اگر مجھے یہ ناپسند نہ ہوتا کہ قیامت کے دن نیکیوں میں کمی کر دی جائے گی۔ تو میں ضرور تمہارے ساتھ عمدہ اور نرم کھانوں میں شریک ہوتا۔

امام ابن مبارک، ابن سعد، امام احمد رحمۃ اللہ علیہم نے الزہد میں، عبد بن حمید اور ابونعیم رحمہما اللہ نے الحلیہ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ اہل بصرہ کا ایک وفد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ کے لیے ہر روز کھانے پر کوئی چیز لگی ہوتی تھی۔ کبھی ہم دیکھتے کہ اس پر زیتون کا تیل لگایا گیا ہے، کبھی ہم دیکھتے کہ گھی لگایا گیا ہے اور کبھی دیکھتے کہ اس پر دودھ لگا ہوا ہے۔ کبھی دیکھتے کہ اس پر خشک گوشت کا قیمہ بنا کر لگایا گیا ہے اور کبھی ہم دیکھتے کہ اس پر گوشت کا سالن بنا کر لگایا گیا ہے۔ لیکن یہ بہت کم ہوتا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیں فرمایا: قسم بخدا! میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے کھانے کو ناپسند کرتے ہو۔ اللہ کی قسم! اگر میں چاہوں تو میں تم سب سے اچھا کھانا کھاؤں اور عمدہ لباس پہنوں اور اچھی زندگی گزاروں۔ قسم بخدا! میں مرغابی، بٹیر، گوشت بھوننے، چٹنی (جو رائی اور زیتون سے بنائی جائے) اور ابلی ہوئی سبزیوں سے ناواقف نہیں ہوں۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ان کے اپنے اعمال کے سبب عار دلائی ہے اور فرمایا ہے: اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ

حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَ اسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا الآیہ۔(1)

امام احمد رحمہ اللہ اور بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے انہوں نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ سفر پر تشریف لے جاتے تو آپ ﷺ اپنے گھر والوں میں سے سب سے آخر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کرتے۔ اور جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے آپ کے پاس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوتیں۔ پس آپ ﷺ ایک غزوہ سے واپس آئے اور آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ جب آپ ان کے دروازے پر پہنچے اور آپ نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ چاندی کے کنگن پہنے ہوئے ہیں۔ آپ انہیں دیکھ کر واپس لوٹ گئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو آپ کو یہ گمان ہوا کہ آپ ﷺ اسی وجہ سے اندر تشریف فرما نہیں ہوئے جو کچھ آپ نے دیکھا۔ چنانچہ انہوں نے پردہ پھاڑ دیا اور بچوں سے کنگن اتار لیے اور انہیں توڑ ڈالا۔ بچے رونے لگے۔ تو آپ نے وہ ان دونوں کے درمیان تقسیم کر دیئے۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں سے لے لیے اور فرمایا: اے ثوبان! یہ مدینہ طیبہ میں بنی فلاں کے گھر والوں کی طرف لے جاؤ۔ اور فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے عصب کا ایک ہار اور ہاتھی دانت کے بنے ہوئے دو کنگن خرید لاؤ۔ کیونکہ یہ میرے اہل بیت ہیں اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ اپنی نیکیاں اپنی دنیوی حیات میں ہی کھا جائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَاذْكُرْ اَخَا عَادٍ ۭ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿21﴾ قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِكَنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿22﴾ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ڮ وَاُبَلِّغُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿23﴾

"(اے حبیب!) ذکر سنایئے انہیں قوم عاد کے بھائی (ہود) کا۔ جب ڈرایا اس نے اپنی قوم کو احقاف میں اور گزر چکے تھے ڈرانے والے ان سے پہلے بھی اور ان کے بعد بھی کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت نہ کرو (ورنہ) مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر بڑے دن کا عذاب نہ آجائے۔ وہ (برافروختہ ہو کر) بولے (اے ہود!) کیا تم اس لیے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہمیں ہمارے خداؤں سے برگشتہ کردو۔ لے آؤ (وہ عذاب) جس کی تم ہمیں دھمکیاں دیتے رہتے ہو اگر تم سچے ہو۔ ہود نے فرمایا کہ نزول عذاب کا علم تو اللہ کے پاس ہے۔ اور میں (برابر) پہنچا رہا ہوں تمہیں وہ پیغام جو میں دے کر بھیجا گیا ہوں۔ لیکن میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم جاہل قوم ہو"۔

1۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 1، صفحہ 49، مطبعۃ السعادۃ مصر

امام ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہم پر اور عاد کے بھائی پر رحم فرمائے گا۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں میں خیر اور بھلائی کی دو وادیاں ہیں۔ ایک وادی مکہ اور دوسری سرزمین ہند میں وادی ارم۔ اور لوگوں میں دو شر کی وادیاں ہیں: ایک وادی احقاف اور دوسری وادی حضرموت جسے وادی برہوت کہا جاتا ہے۔ اس میں کفار کی ارواح پھینکی جاتی ہیں۔ لوگوں میں سب سے اچھا اور بہترین کنواں زمزم ہے اور سب سے برا کنواں برہوت ہے۔ اور یہ اسی وادی میں ہے جو حضرموت کے مقام پر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: احقاف شام کا ایک پہاڑ ہے۔(2)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ احقاف شام میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ احقاف سے مراد زمین ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا کہ احقاف سے مراد جسم کو ٹیڑھا کرنا ہے۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ عاد یمن کے قبائل تھے جو سمندر کے کنارے اس ریگستان میں آباد تھے جسے سرزمین شحر کہا جاتا تھا۔(6)

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ احقاف سے مراد سرزمین یمن کے ٹیلے ہیں۔

امام ابن جریر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ نے وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖٓ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ کی تفسیر میں کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے۔(7)

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ لِتَاْفِكَنَا کا معنی ہے کہ آپ ہمیں پھسلا دیں۔ اور پھر یہ پڑھا: ''اِنْ كَادَ لَيُضِلُّنَا عَنْ اٰلِهَتِنَا'' فرمایا۔ یہ تینوں لفظ ''یصلنا، یزیلنا اور یافکنا'' ایک ہی معنی میں ہیں۔(8)

فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ ۙ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۭ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۴﴾ تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍۢ بِاَمْرِ رَبِّهَا فَاَصْبَحُوْا لَا يُرٰٓى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۲۵﴾

''پس جب انہوں نے دیکھا عذاب کو بادل کی صورت میں کہ وہ ان کی وادیوں کی طرف آرہا ہے، تو بولے یہ بادل ہے ہم پر برسنے والا ہے۔ (نہیں نہیں!) بلکہ یہ تو عذاب ہے جس کے لیے تم جلدی مچارہے تھے۔ (یہ تند) ہوا ہے اس میں دردناک عذاب ہے۔ تہس نہس کر کے رکھ دے گی ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے، پس جب ان پر صبح ہوئی تو نہ دکھائی دی کوئی چیز بجز ان کے (ویران) مکانوں کے، اسی طرح ہم سزا دیتے ہیں مجرموں کو''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا سے مراد بادل ہے۔

امام سعید بن منصور، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی اس طرح کھلکھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ میں نے آپ ﷺ کے حلق کا کوا دیکھا ہو۔ بلکہ آپ ﷺ تبسم فرماتے تھے۔ اور جب آپ بادل یا ہوا دیکھتے تو پریشانی کے آثار آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک سے پہچانے جاسکتے تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ﷺ لوگ جب بادل دیکھتے ہیں تو وہ اس امید پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں کہ بارش برسے گی اور جب آپ دیکھتے ہیں تو ناپسندیدگی اور پریشانی کے آثار آپ کے چہرے پر نظر آنے لگتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! مجھے یہ خوف رہتا ہے کہیں اس میں عذاب ہی نہ ہو کیونکہ ایک قوم کو ہوا کے ساتھ عذاب دیا گیا۔ تحقیق قوم نے عذاب دیکھا تو وہ کہہ اٹھے: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا۔ (1)

امام عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب تیز ہوا چلتی تھی تو رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا مانگتے اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی، جو خیر اس میں ہے اور جس خیر کے ساتھ تو نے اسے بھیجا ہے اس کا سوال کرتا ہوں۔ اور اس کے شر، جو شر اس میں ہے اور جس شر کے ساتھ تو نے اسے بھیجا ہے اس سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ پس جب آسمان ابر آلود ہوتا تو آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا۔ کبھی آپ باہر تشریف لاتے اور کبھی اندر۔ اور رخ زیبا کبھی ایک طرف پھیرتے اور کبھی دوسری طرف۔ اور جب بارش برس جاتی تو آپ ﷺ سے وہ کیفیت زائل ہو جاتی۔ (تو میں نے یہ صورت پہچان لی) اسی لیے میں نے سوال کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ! شاید بات اسی طرح ہو جس طرح قوم عاد نے کہا تھا: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا۔ (2)

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب السحاب میں اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ کی تفسیر میں یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ایسا بادل ہے جس میں بارش ہو۔ سب سے پہلے ان لوگوں نے اسے پہچانا کہ یہ عذاب ہے جنہوں نے شہر سے باہر اپنی سواریوں اور دیگر مال و منال کو زمین و آسمان کے درمیان تنکوں کی مثل اڑتے دیکھا۔ وہ اپنے گھروں میں داخل ہو گئے اور ان کے دروازے بند کر لیے۔ لیکن ہوا آئی اور اس نے ان کے دروازے توڑ دیئے اور ان پر ریت پھینک دی۔ وہ مسلسل سات راتیں اور آٹھ دن ریت کے نیچے کراہتے رہے۔

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب صلوٰۃ الاستسقاء، جلد 6، صفحہ 174 (16) دارالکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 174 (15)

پھر ہوا کو حکم ہوا۔ تو اس نے ان سے ریت کو ہٹا دیا اور انہیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا۔ اسی کے بارے یہ ارشاد گرامی ہے: فَاَصْبَحُوْا لَا یُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ۔

امام ابن ابی الدنیا، ابویعلی، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ہوا جس میں قوم عاد ہلاک ہوئی اللہ تعالیٰ نے اسے ان پر صرف مہر کی مثل کھولا۔ پس وہ بادیہ نشینوں کے پاس سے گزری تو اس نے انہیں اور ان کے اموال کو اٹھالیا اور انہیں زمین و آسمان کے درمیان اڑانے لگی۔ اور جب قوم عاد کے شہر میں رہنے والے لوگوں نے اس ہوا اور جو کچھ اس میں تھا، اسے دیکھا تو کہنے لگے: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا پس ہوا نے اہل بادیہ اور ان کے مویشیوں کو شہر والوں پر پھینک دیا۔(1)

امام طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر ہوا نہیں کھولی مگر مہر کی جگہ کی مقدار ان پر ہوا بھیجی گئی۔ تو وہ بدوؤں کو شہریوں کی طرف اٹھا لائی۔ پس جب شہر کے باسیوں نے اسے دیکھا۔ تو کہا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا یعنی یہ بادل ہماری وادیوں کی طرف منہ کیے ہوئے ہیں۔ وہاں بادیہ نشین بھی تھے۔ سو ہوا نے اہل بادیہ کو شہر کے باسیوں پر پھینک دیا۔ یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گئے۔ فرمایا: وہ آندھی ان کے تہ خانوں پر بھی چلی اور ان کے دروازوں کے درمیان سے نکل گئی۔(2)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے عمرو بن میمون سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم میں تشریف فرما تھے کہ انتہائی سیاہ بادل نمودار ہوا۔ تو انہوں نے کہا: هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا یہ بادل ہے ہم پر برسنے والا ہے۔ تو حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۭ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ نہیں بلکہ یہ تو وہ عذاب ہے جس کے لیے تم جلدی مچا رہے تھے۔ یہ تند ہوا ہے۔ اس میں دردناک عذاب ہے، پس وہ خیموں کو اکھیڑنے لگی اور چھپے ہوئے لوگوں کو بھی نکال لے گئی۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، حاکم رحمہم اللہ اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ان تمام نے حضرات ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر ہوا نہیں بھیجی مگر صرف میری اس مہر کی مقدار۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت میمون رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے قرأت اسی طرح کی ہے: لَا تَرٰى اِلَّا مَسٰكِنَهُمْ یعنی تاء اور نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور حضرت عاصم رحمہما اللہ نے اس طرح قراءت نقل کی ہے: لَا یُرٰۤى اِلَّا مَسٰكِنُهُمْ یعنی یاء کے ساتھ اور نون کو رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

وَ لَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِیْمَاۤ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِیْهِ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَّ اَبْصَارًا وَّ

1۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 245 (11366)، دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً (11367)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 33، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 494 (3699)، دار الکتب العلمیہ بیروت

اَفۡـِٕدَةً ۖ فَمَاۤ اَغۡنٰى عَنۡهُمۡ سَمۡعُهُمۡ وَ لَاۤ اَبۡصَارُهُمۡ وَ لَاۤ اَفۡـِٕدَتُهُمۡ مِّنۡ
شَیۡءٍ اِذۡ كَانُوۡا یَجۡحَدُوۡنَ ۙ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ حَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ
یَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۲۶﴾ وَ لَقَدۡ اَهۡلَكۡنَا مَا حَوۡلَكُمۡ مِّنَ الۡقُرٰى وَ صَرَّفۡنَا الۡاٰیٰتِ
لَعَلَّهُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۲۷﴾ فَلَوۡ لَا نَصَرَهُمُ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ
قُرۡبَانًا اٰلِهَةً ؕ بَلۡ ضَلُّوۡا عَنۡهُمۡ ۚ وَ ذٰلِكَ اِفۡكُهُمۡ وَ مَا كَانُوۡا یَفۡتَرُوۡنَ ﴿۲۸﴾

''اور ہم نے ان کو وہ قوت وطاقت بخشی تھی جو ہم نے تمہیں نہیں دی اور ہم نے عطا کیے تھے انہیں کان، آنکھیں اور دل۔ لیکن ان کے کسی کام نہ آئے ان کے کان، نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل کیونکہ وہ انکار کرتے تھے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور احاطہ کر لیا ان کا اس (عذاب) نے جس کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے۔ اور ہم نے برباد کر دیے وہ گاؤں جو تمہارے اردگرد (آباد) تھے۔ اور ہم نے مختلف انداز میں اپنی نشانیاں پیش کیں شاید وہ (حق کی طرف) لوٹ آئیں۔ پس کیوں مدد نہ کی ان کی ان معبودوں نے جنہیں اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر انہوں نے تقرب کے لیے (اپنے) خدا بنا رکھا تھا۔ بلکہ وہ تو ان سے روپوش ہو گئے۔ اور یہ محض ان کا ڈھونگ تھا اور بہتان جو وہ باندھتے تھے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ وَ لَقَدۡ مَكَّنّٰهُمۡ فِیۡمَاۤ اِنۡ مَّكَّنّٰكُمۡ فِیۡهِ کا مفہوم ہے: اور ہم نے ان کو وہ قوت وطاقت بخشی تھی جو قوت ہم نے تمہیں اس میں نہیں دی تھی۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَقَدۡ مَكَّنّٰهُمۡ کی تفسیر میں فرمایا: کہ قوم عاد کو اس سے بڑھ کر اور اعلیٰ قوت وطاقت بخشی گئی جتنی کہ اس امت کو دی گئی۔ وہ انتہائی طاقتور تھے، ان کی اولاد کثیر تھی اور ان کی عمریں بھی بہت طویل تھیں۔

امام ابن منذر نے ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے وَ لَقَدۡ اَهۡلَكۡنَا مَا حَوۡلَكُمۡ مِّنَ الۡقُرٰى کے ضمن میں فرمایا: یعنی یمن، شام اور یمامہ وغیرہ کے جو گاؤں تمہارے اردگرد آباد تھے ہم نے انہیں برباد کر دیا۔

امام سعید بن منصور نے بیان کیا ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس طرح قراءت کی ہے: ''وَتِلْكَ اِفۡكُهُمۡ''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ آپ اس طرح پڑھتے تھے: وَذٰلِكَ اَفَكَهُمۡ یعنی آپ الف اور کاف کو فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اور فرمایا: یہ ان کی اصل تھی۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 26، صفحہ 37

وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ
قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ
اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ
اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۰﴾ یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا
بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۱﴾ وَ مَنْ لَّا یُجِبْ
دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءُ ؕ
اُولٰٓىِٕكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۲﴾ اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضَ وَ لَمْ یَعْیَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ؕ بَلٰۤى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۳﴾ وَ یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَلَى النَّارِ ؕ اَلَیْسَ هٰذَا
بِالْحَقِّ ؕ قَالُوْا بَلٰى وَ رَبِّنَا ؕ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۳۴﴾

''اور جس وقت ہم نے متوجہ کیا آپ کی طرف جنات کی ایک جماعت کو کہ وہ قرآن سنیں۔ تو جب آپ کی خدمت میں پہنچے تو بولے خاموش ہو کر سنو۔ پھر جب تلاوت ہو چکی تو لوٹے اپنی قوم کی طرف ڈر سناتے ہوئے۔ انہوں نے (جا کر) کہا اے ہماری قوم! ہم نے (آج) ایک کتاب سنی ہے۔ جو اتاری گئی ہے موسیٰ (علیہ السلام) کے بعد تصدیق کرنے والی ہے پہلی کتابوں کی، رہنمائی کرتی ہے حق کی طرف اور راہ راست کی طرف۔ اے ہماری قوم! قبول کر لو اللہ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو اور اس پر ایمان لے آؤ بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو اور بچائے گا تمہیں دردناک عذاب سے۔ اور جو قبول نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے کی دعوت کو تو وہ اللہ کو عاجز کرنے والا نہیں زمین میں (کہ اس سے بچ کر بھاگ نکلے) اور نہیں اس کے لیے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ یہ (منکر لوگ) کھلی گمراہی میں ہیں۔ کیا انہوں نے نہ جانا کہ وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ذرا تھکن محسوس نہ کی ان کے بنانے میں وہ ضرور اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے۔ بلکہ وہ تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اور جس روز کفار آگ کے سامنے لائے جائیں گے (ان سے کہا جائے گا) کیا یہ حق نہیں؟ کہیں گے ہمارے رب کی قسم! یہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا! اب چکھو عذاب کا مزہ اس کفر کے باعث جو تم کیا کرتے تھے''۔

امام احمد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ مقام نخلہ پر جنات آپ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز ادا فرما رہے تھے تو وہ آپ ﷺ پر جمع ہو کر آ گئے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن منیع، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ، ابونعیم اور بیہقی رحمہم اللہ دونوں نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ وہ حضور نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ وادی نخلہ میں قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن سنا۔ تو آپس میں ایک دوسرے سے کہا: خاموش ہو جاؤ۔ اور کہا: ٹھہر جاؤ۔ وہ نو جن تھے۔ ان میں سے ایک زوبعہ تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: وَ اِذْ صَرَفْنَاۤ اِلَیْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ یَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْۤا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِیْنَ ﴿۲۹﴾ قَالُوْا یٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ یَهْدِیْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۳۰﴾ یٰقَوْمَنَاۤ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰهِ وَ اٰمِنُوْا بِهٖ یَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَ یُجِرْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۳۱﴾ وَ مَنْ لَّا یُجِبْ دَاعِیَ اللّٰهِ فَلَیْسَ بِمُعْجِزٍ فِی الْاَرْضِ وَ لَیْسَ لَهٗ مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءُ ؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳۲﴾۔(2)

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے یہ بیان کیا ہے کہ وہ اہل نصیبین میں سے انیس جن تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی اپنی قوم کی طرف رسل (پیغامبر) بنا دیا۔(3)

امام طبرانی نے الاوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جنات کو دوبارہ رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ کیا گیا۔ اور نصیبین کے جن ان کے اشراف اور سردار تھے۔(4)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابونعیم نے دلائل میں بیان کیا ہے کہ اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ جن نصیبین کے رہنے والوں میں سے تھے۔ اور وہ وادی نخلہ میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔(5)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: میں نے آج رات گزاری اور میں حجون کے مقام پر جنات کی مرافقت میں ان پر قرآن پڑھتا رہا۔(6)

امام بخاری، مسلم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت مسروق سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کس نے حضور نبی کریم ﷺ کو اس رات جنات کے ساتھ دیکھا جس رات انہوں نے آپ سے قرآن کریم سنا۔ تو انہوں نے جواباً فرمایا: میں نے آپ ﷺ کو ان کے ساتھ درخت کے پاس دیکھا۔(7)

امام ابن مردویہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ان سے یہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 167، دار صادر بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 495 (3701)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ مجمع الزوائد، کتاب التفسیر، جلد 7، صفحہ 234 (11340)، دار الفکر بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 40 6۔ ایضاً

7۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 4، صفحہ 143 (329)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سوال کیا گیا۔ کہ کہاں رسول اللہ ﷺ نے جنات پر قرآن کریم پڑھا؟ تو آپ نے فرمایا: آپ ﷺ نے ان پر ایک گھاٹی میں قرآن پڑھا: جسے حجون کہا جاتا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید، احمد، مسلم اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تم میں سے کوئی جنات کی رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کے ساتھ نہیں تھا۔ لیکن ہم نے ایک رات آپ ﷺ کو مفقود پایا۔ تو ہم نے کہا: آپ ﷺ کو پکڑ لیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کو کہیں اچک لیا گیا ہے۔ کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہم نے انتہائی تکلیف اور پریشانی کے ساتھ رات بسر کی۔ پوری قوم کی کیفیت یہی تھی۔ پس جونہی صبح ہوئی، تو ہم نے دیکھا آپ حراء کی جانب سے تشریف لا رہے تھے۔ ہم نے آپ ﷺ کو اپنی پریشانی سے آگاہ کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا جنات کو دعوت دینے والا میرے پاس حاضر ہوا۔ تو میں ان کی طرف چلا گیا اور انہیں قرآن کریم پڑھ کر سنایا۔ پھر آپ ﷺ چلے اور آپ نے ہمیں ان کے نشانات اور ان کی آگ جلانے کے آثار دکھائے۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ جزیرہ موصل کے بارہ ہزار جن تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ سات جن تھے: تین اہل حران میں سے تھے اور چار نصیبین سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے نام یہ تھے حسی، مسی، شاصر، ماصر، الارد، اینان، اقحم اور سرق۔

امام طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے صفوان بن معطل رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم حج کرنے کے لیے نکلے۔ جب ہم مقام عرج پر تھے کہ ہم نے ایک سانپ انتہائی اضطرابی حالت میں دیکھا، پس تھوڑا ہی وقت گزرا کہ وہ مر گیا۔ ایک آدمی نے اسے کپڑے کے ایک ٹکڑے میں لپیٹا اور اسے دفن کر دیا۔ پھر ہم مکہ مکرمہ آئے۔ ہم مسجد حرام کے پاس تھے کہ اچانک ایک شخص ہمارے سامنے آ کر کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا تم میں سے صاحب عمرو کون ہے؟ ہم نے کہا، ہم عمرو کو نہیں پہچانتے۔ پھر اس نے کہا: تم میں سے صاحب جنات کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ ہے۔ تو اس نے کہا: یہ ان نو میں سے سب سے آخر میں مرے گا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس قرآن کریم سننے کے لیے حاضر ہوئے۔(3)

امام ابونعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں اور واقدی نے ابوجعفر رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ نبوت کے گیارہویں سال ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جنات حاضر ہوئے۔(4)

واقدی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ جب اہل نصیبین میں نو جنات وادیٔ نخلہ سے واپس مڑے۔ اور وہ فلاں، فلاں، فلاں، الارد، اینان اور احقب تھے۔ تو وہ اپنی قوم کے پاس آئے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر اسلام الجن، جلد 2، صفحہ 233، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 9، صفحہ 115 (3258)، دار الفکر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 595 (6207)، دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 29-128

اور انہیں ڈرانے لگے۔ اس کے بعد وہ وفد بن کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ان کی تعداد تین سو تھی۔ اور وہ حجون کے مقام پر جا کر رک گئے۔ احقب حاضر خدمت ہوا، اور رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا اور عرض کی ہماری قوم حجون کے مقام پر حاضر ہے اور آپ ﷺ کی ملاقات کی مشتاق ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی رات کی کسی ساعت میں حجون آنے کا اس سے وعدہ فرمایا۔(1) واللہ اعلم۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۚ كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ ۚ بَلَاغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٣٥﴾

''پس (اے محبوب!) آپ صبر کیجئے جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا تھا اور ان کے لیے (بددعا کرنے میں) جلدی نہ کیجئے۔ جس روز وہ اس عذاب کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے تو خیال کریں گے کہ وہ نہیں ٹھہرے تھے دنیا میں مگر دن کی فقط ایک گھڑی۔ یہ پیغام حق ہے۔ پس کیا نافرمانوں کے علاوہ بھی کسی کو ہلاک کیا جائے گا''۔

امام ابن ابی حاتم اور دیلمی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے دن روزے میں گزارا۔ اور پھر آپ ﷺ نے کچھ نہ کھایا۔ اور پھر آپ ﷺ نے روزہ رکھ لیا۔ اور روزہ مکمل ہونے کے بعد آپ نے کچھ نہ کھایا۔ حتی کہ آپ ﷺ نے پھر روزہ رکھ لیا۔ اور فرمایا: اے عائشہ! بے شک محمد ﷺ اور آل محمد ﷺ کے لیے دنیا نہیں چاہیے۔ اے عائشہ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اولوالعزم رسولوں سے پسند نہیں کیا ہے مگر یہ کہ وہ مشکلات اور تکلیف دہ چیزوں پر صبر کریں اور مرغوب اور پسندیدہ چیزوں کو چھوڑنے پر صبر اختیار کریں۔ سو اللہ تعالیٰ نے میرے بارے میں بھی یہی پسند کیا ہے کہ وہ مجھے بھی انہی چیزوں کا پابند بنائے جن کا انہیں مکلف بنایا۔ اور ارشاد فرمایا ہے: فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔ قسم بخدا! میں اسی طرح صبر کروں گا جس طرح انہوں نے صبر کیا۔ میری کوشش بھی اسی طرح ہوگی جس طرح انہوں نے کوشش کی۔ اور قوت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی تائید سے حاصل ہوتی ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا رسولوں میں سے اولوالعزم حضور نبی کریم ﷺ، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابوالشیخ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے ابوالعالیہ سے اس آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ سے مراد حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 129

2۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 5، صفحہ 426 (8628)، دار الکتب العلمیہ بیروت (مفہوم)

ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا کہ آپ اسی طرح صبر کریں جیسا کہ انہوں نے صبر کیا۔ وہ تین تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ چوتھے ہو گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا: یٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِیْ وَ تَذْكِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ (یونس: 71) الآیہ (اے میری قوم! اگر گراں ہے تم پر میرا مقام اور میرا پند و نصیحت کرنا اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے پس (سن لو) میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کر لیا) تو ان کی مفارقت ظاہر ہوگئی۔ اور حضرت ہود علیہ السلام نے اس وقت کہا جب انہوں نے کہا اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّیْۤ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَ اشْهَدُوْۤا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۝ مِنْ دُوْنِهٖ (ہود) (ہم تو یہی کہیں گے کہ مبتلا کر دیا ہے تجھے ہمارے کسی خدا نے دماغی خلل میں۔ ہود نے کہا میں گواہ بناتا ہوں اللہ تعالیٰ کو اور تم بھی گواہ رہنا کہ میں بیزار ہوں ان بتوں سے جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو، اس کے سوا)

پس ان کی مفارقت اور جدائی بھی ظاہر ہوگئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے فرمایا قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ (الممتحنہ: 4) الآیہ (بے شک تمہارے لیے خوب صورت نمونہ ہے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی زندگی) میں) تو ان کے لیے مفارقت کو ظاہر کر دیا۔ اور فرمایا اے محمد! ﷺ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الانعام: 56) (آپ فرمایئے مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں پوجوں انہیں جن کی تم عبادت کرتے اللہ کے سوا) پس رسول اللہ ﷺ کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے۔ اور مشرکین پر یہ آیت پڑھی۔ اور ان کے لیے مفارقت کو ظاہر کر دیا۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اولوالعزم سے مراد حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت ابرہیم، حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہم السلام ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ابن جریج سے بیان کیا ہے کہ اولوالعزم سے مراد حضرت اسماعیل، حضرت یعقوب، حضرت ایوب علیہم السلام ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام ان میں سے نہیں ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اولوالعزم سے مراد حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام ہیں۔ (1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ اس میں وہ رسل علیہم السلام مراد ہیں جنہیں قتال کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ وہ اسی پر کاربند رہے اور وہ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہم السلام ہیں۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ رسولوں میں اولوالعزم تین سو تیرہ تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فَهَلْ یُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جان لو، قسم بخدا! اللہ تعالیٰ کسی کو ہلاک نہیں کرے گا سوائے ایسے مشرک کے جس نے اسلام کی طرف اپنی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 201 (2862) دار الکتب العلمیہ بیروت

پیٹھ پھیردی۔ یا ایسے منافق کے جس نے اپنی زبان سے تصدیق کی اور اپنے دل سے مخالفت کی۔(1)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الدعاء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تو چاہے اور پسند کرے کہ تو کامیاب ہو جائے تو پھر یہ کہہ: ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰىهَا كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْۤا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ؕ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ، اَللّٰهُمَّ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِیَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ''(2)

تمت بالخیر

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله واصحابه اجمعين۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے سورۂ احقاف کا ترجمہ آج مورخہ 23 جون 2003ء بروز پیر شام چھ بجے اختتام پذیر ہوا۔ رب کریم اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر بندہ پر تقصیر کے لیے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ نبیہ الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 26، صفحہ 46، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مجمع الزوائد، کتاب الادعیۃ، جلد 10، صفحہ 242 (17266)، دار الفکر بیروت